غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی کا رجال کار کی تیاری میں کردار
(منفرد و متفرق عملی اقدامات)

Role of Great Scholar Allama Syed Ahmad Saeed Kazmi in the Development of Great People: Inspiring and Unique Efforts

Muhammad Safdar[1]

ABSTRACT

Almighty Allah has created some great people in this universe who play the role of a beacon for the people of this world.The Impression of the Founder are very important in order to Make a Good life and make life successful. It is the Grace of Allah Almighty that those who left behind are recorded on the earth in such a way that the journey of life does not become aimless for those who come later. A man of truth does not live in the confines of the aware time, he lives in every direction for months and years without need.Among the people with such qualities and a big name “Allama Syed Ahmad Saeed Kazmi. He was a famous and well known spiritual leader. Before the establishment of Pakistan, he migrated from Amruha (India) and made Multan his home and devoted his life to the Muslims of the subcontinent for the establishment of Pakistan. At the same time, for the spiritual satisfaction of Muslims, he founded a university named Jamia Islamia Arabia Anwar Uloom Multan, which continue to spread the jewel of knowledge in the doomsday. In his life, he produced such people who are mastered in every field oflife with their abilities.

Key words: Kazmi, Pakistan, Anwar uloom, Multan, Islam

تمہید

اس عالم رنگ و بو میں ایسی نابغہ روزگار عبقری شخصیات ورود پذیر ہوئی ہیں جنہوں نے دینی طور پر جہاں روحانی پیشوااور امام و مقتدا کا کردار ادا کیا وہاں دنیاوی لحاظ سے مسیحا ثابت ہوئیں ۔ جب وہ اس جہان فانی سے رخصت ہوئیں تو انہوں نے دنیا میں ایسے ان مٹ نقوش چھوڑے جو بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے مشکل گھڑیوں میں استقامت اور ثابت قدمی کا ذریعہ بنے۔ بعض ان میں ایسی بھی ہوئیں کہ ان کے جنازے لوگوں کے ایمان لانے کا سبب بنے۔انہیں پاکیزہ نفوس میں ماضی قریب کی کچھ شخصیات ایسی گزری ہیں جنہوں نے علمی وروحانی اور دینی لحاظ سے جہاں فقر بوذر و سلیمان، فکر و فلسفہ غزالی و رازی اور سوز رومی و جامی کی یاد تازہ کرائی وہاں ملکی و ملی اور سیاسی و سماجی لحاظ سے ایسی خدمات انجام دیں کہ ان کے سامنے اپنے وقت کے بڑے بڑے سیاست و سماج کے بازیگر طفل مکتب نظر آئے ایسی ہی کچھ پاکباز ہستیوں نے علم و عرفان کے چشمے رواں کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مملکت خداداد پاکستان جیسی نعمت عظمی آنے والی نسلوں کے سپرد کی۔ان پاکیزہ نفوس میں غزالیٔ زماں، رازیٔ دوراں، امام اہلسنت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ

[1] MPhil Scholar International Islamic University Islamabad

العزیز(م1986ء) ہیں۔ یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ العلماء ورثۃ الانبیاء کے ورثہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوب نوازااور آپ علوم نبوت کے کامل واکمل وارث اور امین ہوئے۔اس مقالے میں علامہ کاظمی مختصر تعارف اور ان کے تیار کردہ افراد میں منفرد و متفرق عملی اقدامات کو بیان کیا گیا ہے۔ان کے بعض شاگروں کے نام، جنہوں نے اپنے وقت کے اجل مفسر و محدث، قاضی، سیاست دان اور ملک و ملت کی آبیاری میں اہم کردار ادا کیا،ان کا تذکرہ بھی اس مقالہ میں شامل ہے۔

تعارف

آپ کا اسم گرامی علامہ سید احمد سعید کاظمی ہے۔ محدث اعظم ہند حضرت پیر سید محمد کچھوچھوی جیسے علم و فضل کے کوہ گراں علماء و مشائخ نے آپ کو جوانی میں ہی غزالیٔ زماں، رازی دوراں جیسے عظیم القاب سے ملقب فرمایا۔ 13 مارچ 1913 کو امروہہ، ضلع مراد آباد، انڈیا میں پیدا ہوئے۔ چند اسباق کے سوا تمام علوم وفنون اپنے برادر اکبر علامہ محمد خلیل کاظمی □ سے مکمل کئے جو عظیم مفسر و محدث ہونے کے ساتھ ساتھ سبعہ عشرہ کے بہترین قاری بھی تھے۔ قیام پاکستان سے قبل ملتان میں ملک پاکستان کی عظیم الشان درسگاہ جامعہ اسلامیہ عربیہ انوارالعلوم ملتان کی بنیاد رکھی۔ سرکاری سطح پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی 1952 میں مسلم لیگ کے اجلاس میں باضابطہ قرارداد آپ نے پیش کی۔ ہر اسلامی تحریک میں آپ کا قائدانہ کردار رہا۔ تنظیم المدارس اہل سنت کے بانی صدر تھے۔ آپ گیارہ سال جامعہ اسلامیہ بہاولپور (اسلامیہ یونیورسٹی) میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے۔ 4جون 1986 کو وصال فرمایا۔اسی دوران کئی مذہبی، سیاسی ، سماجی اور رفاہ عامہ کی تنظیمات کی بنیاد رکھی جو کہ آج بھی ملک و ملت کی ترقی و نکھار میں اپنا کردار ادا کررہی ہیں۔ آپ بالغ النظر اور صاحب الرائے ہونے کی بنا پر تمام علمی حلقوں میں احترام و عقیدت کی نظر سے جانے پہچانے جاتے تھے۔اردو ترجمۃ القرآن "البیان"، "تفسیر التبیان پارہ اول"، "علوم قرآن پر تحقیقی نظر"، "کتاب التراویح"، توحید اور اس کے تقاضے"، "حیات النبی"، "معراج النبی"، "اسلام اور اشتراکیت"، "اسلام اور عیسائیت"، "آئینہ مودودیت"، "تاریخ غلاف کعبہ"، "میلاد النبی"، "الحق المبین"، "تسبیح الرحمن عن الکذب والنقصان" اور "درود تاج پر اعتراضات کے جوابات" وغیرہ آپ کی کئی تصانیف میں سے چند ایک تصانیف یہ ہیں۔[2]

اندازِ تربیت

آپ جہاں ایک مثالی استاد تھے وہاں آپ نے تربیت کا بھی منفرد انداز رکھتے تھے ۔ طلباء کی تربیت کے معاملے میں ہر لحاظ سے اپنی ذمہ داری کو پورا فرماتے اور تعلیم و تربیت کے کسی پہلو سے فروگزاشت نہ کرتے۔ حضرت غزالی زماں نوراللہ مرقدہٗ اپنے شاگردوں اور متعلقین پر نہایت شفیق تھے۔ طلباء کے وقت کی بھی قدر فرماتے تھے اور طلباء کا وقت ضائع نہ ہونے دیتے۔ سب کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اگر کسی کو بلانا بھی مقصود ہوتا تو معزز القابات سے پکارتے۔ اگر جامعہ میں کوئی استاذ بامر مجبوری رخصت پر ہوتا تو ان کلاس کو آپ خود بلا کر فرماتے کہ تم فارغ کیوں پھر رہے ہو اپنی کتابیں لے آؤ میں تم کو سبق پڑھا دیتا ہوں۔

☆ علامہ حافظ پیر بخش قادری لکھتے ہیں؛

> ایک مرتبہ فقیر چھوٹے بھائی کو حضرت کا مرید کرانے کے لئے حضرت کی کوٹھی پر حاضر ہوا۔حضرت والا نے کرم فرماتے ہوئے چھوٹے بھائی کو شرف بیعت سے نوازا۔بعدازفراغت آپ اندر جانے کے لئے کھڑے ہوئے تو فقیر کو کریمانہ انداز سے فرمایا

---

[2] علامہ غلام رسول سعیدی، مرتب، مقالات کاظمی، (کاظمی پبلی کیشنز، ملتان)، 5:1

"مولانا! (جس طرح آپ کی عادت کریمہ تھی) مجھے آپ کی تعلیم کااحساس ہے میں اب جلد آؤں گا۔ چونکہ حضرت والا کئی دنوں سے ایک مسئلہ پر رسالہ کی تحریر میں مصروف تھے۔"

"ایک دفعہ آپ بخاری شریف کا درس دے رہے تھے، اس دن حضرت قطب الاقطاب قدوۃ السالکین پیر طریقت حضرت سلطان بالا دین اویسی کی قل خوانی تھی اور حضرت غزالی زماں رازی دوراں کوشاہ پور شریف حاضری کے لئے ساتھ لے جانے کو عرض کیا تو فوراً حضرت والا نے فرمایا: "بیٹا! جاؤ میں بھی پڑھارہا ہوں اور تم بھی پڑھو۔"[3]

☆ قاضی غوث صاحب ایڈیٹر ماہنامہ زمزم بہاولپور لکھتے ہیں؛

"حضرت علامہ کاظمی کی استاذانہ عظمت کا یہ بھی ایک منفرد پہلو تھا کہ اپنے شاگردوں اور عقیدت مندوں کے ساتھ آپ کی محبت ، شفقت اور ربط وضبط روحانی تھا۔شاگرد اور اولاد کے درمیان کسی قسم کی تفریق محسوس نہیں ہوتی تھی ،حضرت کا شفقتوں کا اعجاز تھا کہ ہزاروں فارغ التحصیل شاگردوں کے حال احوال سے کبھی بے خبر نہیں ہوئے۔"[4]

اصحاب علم معرفت کی اولاد کی تربیت پر خصوصی توجہ

اہل اللہ، صالحین کی اولاد و امجاد اگر آپ کے پاس تربیت کے لیے حاضر ہوتی تو آپ ان کی کڑی نگرانی فرماتے ہوئے تربیت فرماتے تھے۔اسی طرح حضرت علامہ پیر مختار احمد جان سرہندی آف کراچی اپنا واقعہ ذکر فرمایا ؛

مجھے میرے والد نے حضرت غزالی زماں کی خاص تربیت میں چھوڑا۔ جامعہ انوار العلوم کے پاس کچہری روڈ پر کچھ فاصلے پر ایک ہوٹل تھا جہاں پر میں بلاناغہ دوپہر کو چائے پینے جایا کرتا تھا۔اس وقت مجھے اخبار پڑھنے کا بھی جنون ہوتا تھا۔ایک دن ہوا یوں کہ حضرت غزالی زماں نے مدرسہ میں آکر پوچھا کہ صاحبزادہ مختار احمد کہاں ہے؟ کسی طالب علم نے بتادیا کہ وہ اس وقت چائے پینے ہوٹل پر جاتے ہیں۔اس وقت تو حضرت کا یہ عالم تھا کہ لوگ آپ کی زیارت کے لئے بے چین بیٹھے تھے مگر حضرت صاحب قبلہ حاضرین کو چھوڑا خود پیدل چلے اور اکیلے ہوٹل پر آگئے کسی اور کو ساتھ نہ لیا جبکہ میں اس وقت اخبار بینی میں مصروف تھا۔ہوٹل میں بیٹھے ہوئے میری نظر حضرت پر پڑی تو اخبار ہاتھوں سے گر گیا۔پھر حضرت صاحب کچھ کہے بغیر واپس ہوئے اور میں پیچھے پیچھے مدرسہ انوار العلوم آگیا۔آپ نے کہا کہ " آپ کے والد ماجد سندھ کی روحانی عظیم شخصیت ہیں۔حضرت مجدد الف ثانی کے جلالی پرتو ہیں، دیوبندیوں کے ساتھ ان کا سخت مقابلہ ہے۔آپ ان کے صاحبزادے ہیں اگر آپ کی تربیت میں کمی آج آئے تو حرف آئے گا۔میری اور آپ کے والد کی بدنامی ہوگی" ان الفاظ کا ایسا اثر ہوا کہ میں نے رقت آمیز رونا شروع کردیا۔قدم بوسی کرتے ہوئے معافی مانگی پھر میں نے حضرت قبلہ کی گراں قدر نصیحت پلے باندھ لی اور میں کبھی بھی کسی ہوٹل پر نہیں گیا۔آج ہماری تقریروں میں اسلامی سیاسی سوچ اور جوش وولولہ حضرت علامہ کاظمی صاحب اور والد صاحب کی تربیت ہی کا اثر ہے۔[5]

☆قاری محمد امین چشتی لندن، لکھتے ہیں؛

ایک بار ماڈل کالونی (بی) میں(حضرت غزالیٔ زماں کے داماد) جعفری صاحب کے گھر نماز عصر مجھے اپنے پیرو مرشد کی اقتداء میں پڑھنے کا موقع ملا ۔ آپ چونکہ مسافر تھے آپ نے دو رکعت نماز قصر پڑھا کر سلام پھیر دیا۔ہم نے اپنی باقی نماز مکمل کی۔میں نے عرض کیا حضور ! آپ نے بڑا مختصر قیام فرمایا ، مختصر رکوع کیا اور مختصر سجدے کئے۔تو آپ نے فرمایاجب

[3] علامہ جمیل الرحمٰن سعیدی، مرتب، امام کاظمی، (ناشر کاظمی پبلی کیشنز ملتان) 292:3

[4] امام کاظمی، 208:3

[5] امام کاظمی، 232:4، زیر طبع

امامت کرو تو مقتدیوں کا خیال کیا کرو۔ہوسکتا ہے کہ کوئی نمازی مسافر ہو، بیمار ہو، یا پھر بوڑھا ہو ، آپ کی لمبی نماز پڑھانے سے وہ تنگ نہ ہو جائے۔[6]

اولاد کی تربیت پر خصوصی توجہ

حضرت علامہ کاظمی □ جہاں اپنے تلامذہ، متعلقین اور متوسلین کی تربیت کا خصوصی خیال فرماتے وہاں اپنی جسمانی اولاد کی تربیت واصلاح میں کسی قسم کی چشم پوشی سے کام نہ لیتے تھے۔

☆ بنت کاظمی لکھتی ہیں؛

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ہمیں ہمارے والد نے ہمارے بچپن میں بھی اللہ کا خوف اس طرح نہیں دلایا کہ یہ کرو ورنہ اللہ ناراض ہوگا اور دوزخ میں ڈال دے گا۔ تم جہنم میں جلوگے وغیرہ وغیرہ۔بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ کرو اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوگا آپ پر انعام فرمائے گا اور آپ کی پسند کی چیز عطا فرمائے گا اور آپ کی تمام دعائیں قبول فرمائے گا۔آپ فرماتے تھے کہ بچوں کے دل میں پہلے اللہ کی محبت پیدا کرو۔کیونکہ جب تک بچے اللہ سے محبت نہیں کریں گے دین کی محبت ان کے دل میں نہیں پیدا ہوگی اور جب تک دین کی محبت نہیں پیدا ہوگی وہ دین پر عمل نہیں کریں گے۔[7]

دوران تدریس حد درجہ شفقت

غزالی زماں رازی دوراں بے حد شفیق اور مہربان استاد تھے۔آپ کا طریقہ تدریس بلکل عام فہم،آسان اور دل موہ لینے والا تھا۔ دورانِ درسِ حدیث طلبہ سے عبارت پڑھواتے اور نہایت نرم خوئی و نرم مزاجی کا مظاہرہ فرماتے۔اسباق پڑھاتے ہوئے خندہ پیشانی اور شفقت سے سمجھاتے۔ دوران تدریس کسی طالب علم کے اچانک سوال یا دوران تقریر، کسی سامع کے اعتراض کے جواب میں بغیر مطالعہ کی فی البدیہہ جواب عطا فرماتے۔اگر وہی جواب کسی کتاب سے نکالنا ہوتو بلاشبہ بے شمار کتابیں کھنگالنے پر آدمی نتیجے پر پہنچے۔اگر طالب علم جھجک یا دہشت کی وجہ سے سوال نہ کر سکتا تو آپ از خود اس کی تشنگی محسوس کرتے ہوئے رہنمائی فرماتے تھے۔آپ کا انداز تعلیم و تربیت ایسا پیارا اور جامع ہوتا تھا کہ سائل کے مشکل سے مشکل سوال کا جواب بڑے پیار اور آسان پیرایہ میں عطا فرماتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ اپنے تو اپنے مخالفین بھی آپ کے درس میں شریک ہوتے تھے۔

☆ آپ طالب علم کے ہر سوال کا جواب دیتے خواہ وہ درس سے متعلق ہو یا نہ ہو، معقول ہو یا نامعقول۔کسی طالب علم کو اس کے لغو سوال پر ڈانٹتے اور نہ ہی شرمندہ فرماتے ہیں۔اکثر اوقات ذہین طالب علم کند ذہن طالب علموں کو اساتذہ کا قیمتی وقت بچانے کے لئے سوال نہیں کرنے دیتے لیکن اگر کوئی کند طالب علم آپ سے سوال کرتا تو آپ داد دیتے پھر سائل کو جواب دیتے جب وہ سمجھ لیتا تو اتنے خوش ہوتے جیسے آپ کو بہت بڑی نعمت حاصل ہوگئی ہو ۔آپ کبھی عجلت اور جلد بازی میں سبق نہیں پڑھاتے تھے بلکہ دوسری کتب کے حوالوں کی نوبت آجاتی تو کتاب کھول کر دکھاتے۔

☆ علامہ پروفیسر محمد نصر اللہ معینی فرماتے ہیں ؛

دوران تدریس آپ کے بحر علم کی روانی ورطہ حیرت میں ڈال دیتی۔اکثر اساتذہ سبق کے دوران عموماً ایک آدھ سوال سے زیادہ طلباء کو اجازت نہیں دیا کرتے۔جامعہ اسلامیہ میں بعض فاضل اساتذہ '' گاڑی چلنے دو'' پر اصرار کرتے اور زیادہ

---

[6] امام کاظمی، 59:3

[7] ماہنامہ السعید، ملتان، شمارہ اپریل مئی جون 2020ص 69

سوالات پر ناراض ہوجایا کرتے تھے۔جبکہ حضرت علامہ کاظمی سوال اور اعتراض پر نہ صرف خوش ہوتے بلکہ طلبہ کی حوصلہ افزائی فرماتے۔جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں ہر مسلک اور مکتبہ فکر کے طلبہ زیر تعلیم تھے۔ خصوصا صوبہ سرحد سے تعلق رکھنے والے طلبہ اپنے مسلک میں متشددانہ اورمتعصبانہ رویوں کے حامل تھے۔چنانچہ ان کامسلکی تعصب ان کے رویےاور سوالات سے بھی ٹپکتا تھا۔لیکن آفرین ہے حضرت سید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی عالی ظرفی پر کہ! آپ نے پیشانی پر بل نہ ڈالا بلکہ بڑی خندہ روئی سے ان کے اعتراضات سنتے۔معترض سوال سے فارغ ہوتا توسر اٹھاتے اور فرماتے"واہ مولانا! کیا عمدہ سوال کیا ہے! جزاک اللہ اور پھر شفقت سے اس کا کندھا تھپ تھپاتے۔بعض دفعہ اپنا دست علم پرور اس کے چہرے اور داڑھی پر پھیرتے اور اس کی تحسین اور حوصلہ افزائی فرماتے اور پھر جب جواب دینا شروع کرتے تو بحر علم وحکمت ٹھاٹھیں مارنے لگتا اور ہر کوئی اپنے مقسوم کے مطابق علمی جواہر سمیٹنے میں مصروف ہوجا تا۔آپ کا مشفقانہ رویہ صرف تلامذہ کے ساتھ مختص نہیں تھا بلکہ جہاں بھی کوئی جو ہر نظرآتااس پر نظرشفقت فرماتےاوراس کی حوصلہ افزائی فرماتے۔[8]

☆پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد طفیل (فاضل انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کی ابتدائی کمیٹی کے فاضل ممبر)فرماتے ہیں

استاذی المکرم کا طریقہ درس یہ تھا کہ وہ زیر بحث موضوع یا مسئلہ کو اختصار کے ساتھ بیان کر دیا کرتے اور ان کا شافی و کافی جواب بھی ذکر کر دیا کرتے تھے۔تاہم اس کے بعد سوالات اور اعتراضات کرنے کے لئے اجازت عام ہوتی تھی۔ جو طالب علم جس قدر عمدہ اور صحیح سوال کرتے استاذی المکرم نہ صرف یہ کہ ایسے طلباء کو پسند فرماتے بلکہ ان کے سوالات کے جوابات بھی پورے دلائل کے ساتھ عنایت فرماتے اور جب تک طالب علم کو مطمئن نہ کر دیتے اپنا جواب جاری رکھتے۔[9]

☆ خانوادہ حضرت سلطان باہو کے عظیم چشم وچراغ حضرت صاحبزادہ نور سلطان القادری فرماتے ہیں؛

حضرت غزالی زماں رحمۃاللہ علیہ جب کسی بھی سبق کادرس دیا کرتے توآپ کا طرز تدریس کچھ اس طرح ہوتا تھا کہ آپ سب سے پہلے کسی بھی موضوع پر بات کرتے توسب سے پہلے آپ معترضین کے اعتراضات کانقطہ اعتراض سمجھایا کرتے۔جب تک طلباء کرام کے ذہنوں میں سوال راسخ نہ ہوتااس وقت تک جواب کی طرف مائل ہی نہ ہوتے۔جب فقہ عقائد یاتاریخ کی کتب پڑھانے کے دوران کسی فریق مخالف کااعتراض وارد ہوتا تومخالفین کے اعترضات وسوالات بیان فرمادیتے توپھراس انداز سے جواب پیش فرماتے کہ سب اش اش کراٹھتے۔بعدازاں اس موضوع پراپنانقطہ نظرواضح انداز میں عقلی ونقلی دلائل سے بیان فرمادیتے۔[10]

☆ معروف ادیب وخطیب اور آپ کے تلمیذ رشید حضرت صاحبزادہ مولانا عبدالرحمن الحسنی (آف شاہ والا شریف)آپ کا انداز تدریس بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں؛

حضرت غزالی زماں رحمۃاللہ علیہ کو اللہ تعالی نے زبردست انداز تفہیم عطافرمایا۔انتہائی مشکل اور مغلق مسائل وعبارات کو خوبصورت پیرائے میں بیان فرماتے کہ مسئلہ کے مشکل ہونے کاتصور باقی نہ رہتا تھا۔نفسِ مضمون کی مکمل تشریح، متعلقہ مباحث کی تحقیق کے ساتھ ساتھ غیر ضروری اور طویل ابحاث سے اجتناب فرماتے تھے۔طلبہ کی اہلیت،ذہانت اوران کی صلاحیت کے مطابق گفتگو فرماتے۔عبارت کی درستگی، تلفظ کی اصلاح کے ساتھ ساتھ عبارتی فوائد کااعتبار ولحاظ فرماتے۔دقیق مقامات پر خوبصورت ترتیب اورپرکشش مگر مختصر جملوں کااستعمال آپ کی انفرادی خصوصیت اور امتیازی وصف تھا۔آپ شفقت ورضا کا سلوک تمام طلبہ کے ساتھ بلاامتیاز کے فرماتے۔دوران سبق کامل توجہ سبق کی طرف مرکوز رہتی دیگر امور

---

[8] امام کاظمی، 353:3

[9] امام کاظمی،191:3

[10] محمد ناصر، مرتب، سیرت نور، ص89

سے اعتراض فرماتے۔ تدریس کے ساتھ دور حاضر کے تمام فتنوں سے طلباء کو آگاہ فرماتے اور ظاہری علوم و مفاہیم کے ساتھ ساتھ باطنی و روحانی اسرار و رموز کا ورود اور ان کا بر موقع بیان قابل رشک اور امتیازی انداز تعلیم تھا۔ صاحب کتاب کا حسین الفاظ میں تذکرہ فرماتے، کتاب کی حسن ترتیب اور خوبصورت تراکیب کا کھلے دل سے اعتراف اور مصنف کو خراج تحسین پیش کرنا آپ کا خاص انداز تھا۔[11]

☆ معروف ماہر تعلیم ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صدر شعبہ عربی گورنمنٹ کالج فیصل آباد لکھتے ہیں ؛

شعبہ تدریس میں قابل فخر کارکردگی کے لیے تین بنیادی اوصاف کا مدرس میں ہونا ضروری ہے۔ مدرس کی شخصیت ،اس کی علمی استعداد اور اس کا انداز تدریس۔ان تین اوصاف کو حضرت غزالیٔ زماں علیہ الرحمہ کے تدریسی کارناموں میں تلاش کیاجاسکتاہے۔ گرویدگی کا احساس، لفظوں کی شیرینی کہ سماعت چٹخارے لینے لگے، موضوع گفتگو پر دسترس کہ نا فہمی کا کوئی عقدہ باقی نہ رہے اور نا رسائی کا کوئی شکوہ باقی نہ رہے، مضمون واضح، استنباط اجلا، معنی بے نقاب اور مفاہیم الم نشرح،اب ایسا مدرس کہاں۔شنید بھی ہے اور مشاہدہ بھی کہ مسند تدریس سجی ہے، تشنگان علم نابغۂ عصر کے حضور حاضر ہیں۔صف بستہ ،با ادب ،سلیقہ شعار، موضوع کا تقدس، معلم اور متعلم کو آغوش محبت میں لیے ہوئے،قراءۃ کتاب کہ سر خوشی سے جھومنے لگے،اسلوب تکلم کہ مفہوم لفظ کی ادائیگی سے پہلے سامعین کو گھیر لے، گفتگو بے تکان، انداز والہانہ کہ مفاہیم سطح ذہنی پر جھلملانے لگتے ، روایات کی کثرت سے حافظے کی قوت کا اندازہ ہوتا تھا ۔ کہتے ہیں کہ کثرت کلام سے ایک اکتاہٹ پیدا ہوجاتی ہے لیکن مسند تدریس اس قدر کیف بار ہوتی کہ چار پانچ گھنٹے مسلسل درس ہوتا مگر نہ تو تھکن کا احساس ہوتا نہ ہی اکتاہٹ کا نشان، اختتام پر تشنگی کا احساس بھی برقرار ہوتااور اطمینان بھی حاصل ہوتا ،اس محنت کی عظمت کو سلام جو عقیدت کی رداء اور محبت کی ہالہ میں پروان چڑھی ہو ، یہ اثر آفرینی حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمازت کا مظہر ہوتی ،سرشار محبت کی گفتگو میں سرشاری بھی نمایاں ہوتی۔ہر پہلو آداب آشنا، لہجہ اور نظر اتنی مردم شناس کہ ہر طالب علم کے ذوق اور سطح فہم کا شعور ہے، دوران تدریس ہم جلیس سے بھی بے نیازی رہے، سب کے درمیان، سب سے الگ، حوصلہ اتنا کہ ہر سوال کے لئے مستعد،نہ جبیں سکڑے نہ ہی لفظوں میں کڑواہٹ آئے ،خندہ پیشانی کا یہ انداز علمی جلال کی خبر دیتا تھا۔[12]

☆ مولانا ابو العطاء محمد غلام رسول نوری فرماتے ہیں ؛

"غزالیٔ زماں نے جب ہمیں دورہ حدیث کی کتب پڑھائیں تو آپ کا انداز تدریس انتہائی شستہ تھا، ہر مسئلہ پر مدلل گفتگو فرماتے۔حدیث عفت'' پر آپ جیسی گفتگو کوئی آج تک کر نہیں سکا۔حدیث پاک پڑھاتے وقت فن حدیث کی تمام اصناف اور شعبوں پر سیر حاصل بحث کرتے اور ہر گوشے کی مکمل تشریح کرتے مثلاً حدیث کی علم صرف ،علم نحو، علم معانی، علم بدیع علم کلام کوسامنے رکھ کرپھر تشریح کرتے۔علم اسماءالرجال پر جب بحث کرتے توعلم کے سمندر بہا دیتے۔سند حدیث اور متن حدیث پر گفتگو کے بعد جب آپ حدیث پاک کی شرح کرتے تو بحر العلوم نظر آتے۔پھر حدیث پاک سے مستنبط مسائل ثابت کرتے توفن حدیث کے امام نظر آتے۔" [13]

☆ علامہ سردار احمد باروی فرماتے ہیں؛

ہم آپ کے درس میں اس سال(1980) پڑھنے والے اٹھائیس (۲۸) ساتھی تھے لیکن آپ کے سامنے عبارت صرف چند طالب علم پڑھنے کی ہمت کرتے اور انداز تدریس ایسا تھا کہ اگرکسی طالب علم نے سوال کیا تو اسے توجہ دلاتے ہوئے برجستہ

---

[11] ماہنامہ السعید، ملتان، مارچ 2013، ص 52

[12] ماہنامہ السعید، ملتان، مارچ 1995 ص 54,55

[13] امام کاظمی، 410:2

آپ فرماتے : ''ارے مولانا! میں اس کا جواب دے چکا ہوں لیکن تم نے سمجھا ہی نہیں۔یعنی آپ جتنی احادیث پڑھاتے ان پر ایسی جامع تقریر فرماتے کہ وہاں سوال کی گنجائش ہی نہ چھوڑ تے یعنی جو وصف ایک '' مدرس'' میں ہونا ضروری ہے تو وہ آپ میں بدرجہ اکمل موجود تھا۔[14]

☆ علامہ فیض عباس قمر بخاری کوفرماتے ہوئےخودسناکہ ہمارےاستاد ایک مثالی استاد تھے۔سرسری یا سطحی انداز میں حدیث کے اسباق نہیں پڑھاتے تھے بلکہ انتہائی گہرائی اور گیرائی میں اتر کر پڑھاتے تھے۔اکثر و بیشتر اعتراض و اشکال کی تقریر بھی خودفرماتے اور پھر اس کے کئی تسلی بخش جوابات بھی مرحمت فرماتے۔ان جوابات سے نہ صرف طلبہ کوعلمی حقائق اور عرفانی نکات سے آگاہی ہوتی بلکہ دلوں کی کلیاں بھی کھل اٹھتیں جس سے خوب قلبی و روحانی تسکین میسر آتی۔دوران درس طلبہ کے ذہنوں میں جوسوالات جنم لیتے ان کا انتہائی خندہ پیشانی اور قوی دلائل عقلیہ نقلیہ سے جوابات دیتے۔بعض اساتذہ بار بار سوالات کرنے پر ناگواری کا اظہار کرتے ہیں جبکہ آپ سے دوران سبق کوئی سوال کیا گیا تو آپ نے بشاشت سے اس کا جواب دیا۔بلکہ بعض اوقات تو سوال کے اندر کوئی سقم ہوتا اسے دورفرما دیتے یعنی فرماتے سوال یوں نہیں بنتا۔اصل میں سوال کی تقریر یوں ہے ایساخاصہ اور ملکہ ہراستاذ اور معلم میں نہیں ہوتا یہ بھی ہم نے حضور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ ایسے مشفق استاذ گرامی میں دیکھا ہے۔

تدریس سے لگاؤ

"غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ طلبہ اور ان کی تعلیم کا کس قدر خیال فرماتے تھے اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے فرماتے ہیں : ابا جی قبلہ جب بیماری کی شدت ، ضعف اور گھٹنوں کے درد کے باعث جامعہ تشریف نہ لے جا سکتے تھے تو سبق کا ناغہ کرنے کی بجائے طلبہ کو گھر بلوا لیا کرتے تھے ، جب دل کے عارضے کے باعث ہسپتال میں داخل تھے تو فرمایا : اگر ڈاکٹر اجازت دیں تو طلبہ کو گھر کی طرح ہسپتال بلوا لیا جائے تاکہ ان کا حرج نہ ہو ۔"

مدارس میں علوم وفنون کے ماہر اساتذہ کی فراہمی

غزالیٔ زماں رحمۃاللہ علیہ نے جامعہ انوار العلوم میں برصغیر پاک وہند کے چوٹی کے علماء کوبطور مدرسین جمع کرر کھا تھا۔یہ حضرات اپنے اپنے علوم وفنون میں سند کادرجہ رکھتے تھے۔جوجو مدارس آپ کی سرپرستی میں ہوتی ان میں بھی ایسے ایسے مدرسین ہوتے جو فن تدریس میں اپنی مثل آپ ہوتے۔

☆ حضرت غزالی زماں رحمۃاللہ علیہ حضرت علامہ مفتی امید علی گیانوی جو کہ سندالمحدثین حضرت سید محمد خلیل کاظمی کے ہم سبق تھےان کو جامعہ میں بطور مدرس بلایااور حضرت مفتی صاحب تادم وصال اسی ادارہ میں خدمات انجام دیتے رہے۔اسی طرح آپ علیہ الرحمہ نے مفتی اعظم آگرہ استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی عبدالحفیظ حقانی صاحب کو جامعہ انوار العلوم ملتان میں تدریس کے لیے بلایا۔آپ جب تشریف لائے تو حضرت مفتی صاحب جامعہ میں درس نظامی حدیث کے اسباق کے علاوہ مسجد میں درس قرآن دیتے اور تبلیغی دوروں پر بھی

---

[14]امام کاظمی، 401:3

باہر تشریف لے جاتے۔ حضرت غزالی زماں رحمۃاللہ علیہ نے مفتی آگرہ کے بارے میں فرمایا کہ جب سے مفتی صاحب جامعہ انوار العلوم میں آئے ہیں ان کے آنے سے میرا بوجھ ہلکا ہو گیا ہے۔ اب مجھے کسی قسم کی فکر لاحق نہیں ہوتی اگر میں جلسوں پر نہ بھی جاسکوں تو مفتی صاحب کو بھیج دیتا ہوں مجھے دلی اطمینان رہتا ہے۔[15]

☆ آپ نے عمدۃ المدرسین حضرت مولانا عالم دین صاحب کو ایک خط لکھا اور فرمایا کہ مدرسہ مخزن العلوم (جو کہ علامہ کاظمی □ کی زیر نگرانی تھا) میں مدرس کی ضرورت ہے اگر آپ تشریف لے آئیں تو آپ کی بہت مہربانی ہو گی تنخواہ وغیرہ معقول ہو گی۔ انشاءاللہ آپ ہر طرح سے خوش رہیں گے۔ میری گزارش کو ضرور شرف قبولیت بخشئے گا۔[16]

☆ اسی طرح آپ نے حضرت جناب سید غلام مرتضیٰ شاہ صاحب اور حضور بخش صاحب و دیگر کو ایک خط لکھا اور فرمایا کہ حضرت مولانا محمد شفیع صاحب کو جامعہ راشدیہ پیر گوٹ سندھ میں بھیج دیں۔ وہ بھی اپنا مدرسہ ہے اور وہاں حضرت کا بھیجنا ضروری ہے کیوں کہ یہ حضرت مولانا تقدس علی خان صاحب کا حکم ہے جس کی تعمیل نہایت ضروری ہے۔ مولانا میرے شاگرد بھی ہیں اور یہ مدرسے کی دیکھ بھال بھی کریں گے۔ اللہ آپ کو خوش و خرم رکھے۔[17]

بہترین اساتذہ کی تلاش اور فراہمی کی ہر ممکن کوشش

آپ نے ہفت روزہ اخبار "الفقیہ" میں اپنا مضمون شائع کیا جس میں فرمایا جامعہ انوار العلوم ملتان میں دو مستند مدرس عالموں کی ضرورت ہے جو اوّل سے آخر تک تمام کتب درسیہ بخوبی پڑھا سکیں اور حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کے ہم عقیدہ ہوں تنخواہ بھی ہر مدرس کو سو روپیہ ماہوار دی جائے گی اور کھانے اور رہائش کا معقول انتظام ہو گا۔[18]

☆ حضرت مفتی سید مسعود علی (والد ماجد جسٹس سید شجاعت علی قادری) 1950 میں پاکستان آئے تو ملتان میں قیام پذیر ہوئے۔ مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کی شہرت کے ساتھ ساتھ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃاللہ علیہ کا چرچا بھی سنا تو اسی وجہ سے آپ ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ حضرت غزالی زماں رحمۃاللہ علیہ انتہائی مردم شناس اور علماء کے قدردان تھے حضرت غزالی رحمۃاللہ علیہ نے مفتی صاحب کو تدریس کی پیشکش کی تو انہوں نے اسے قبول کیا۔[19]

---

[15] امام کاظمی 358:2

[16] مولانا صفدر علی ملانہ، مرتب، کاظمیات، (کاظمی پبلی کیشنز ملتان)، 135:1

[17] کاظمیات، 138:1

[18] کاظمیات، 254:1

[19] ماہنامہ السعید، ملتان مارچ 2013

کامیاب زندگی گزارنے کے لئے انوکھی تربیت

حضرت غزالیِ زماں ؒ جہاں اپنے تلامذہ کی ظاہری تعلیم و تربیت کا خیال فرماتے وہاں آپ قابل اور ذہین طلباء کی فکری و ذہنی تربیت میں کوئی کسر نہ چھوڑتے تھے۔ تاکہ طلباء جہاں ظاہری طور پر علوم سے بہرہ ور ہوں اور ان کو کسی قسم کی پریشانی و پشیمانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی جس میں ایک مرتبہ حضرت غزالی زماں رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے شاگرد پروفیسر حافظ اللہ یار فریدی صاحب کو فرمایا کہ اگر آپ کامیاب زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو زندگی اس طرح گزاریں کہ خواہ آپ ستر پردوں میں ہوں، بالکل تنہا ہوں، پھر بھی اس طرح رہیں آپ گویا بھرے بازار کے چوک میں کھڑے ہیں اور آپ کے گرد معاندین کا گھیرا ہے جس طرح آپ احتیاط اور دور اندیشی کا مظاہرہ اس وقت کریں گے اگر وہی احتیاط ہمہ وقت ملحوظ رکھیں تو انشاءاللہ آپ دشمن سے کبھی مغلوب نہ ہوں گے۔[20]

متعلقین کی کفالت و مدرسین کی فکری تربیت

الحاج سید محمد خورشید الحق معینی فرماتے ہیں؛

> میری آمدنی کا کوئی مستقل ذریعہ نہ تھا اور ایک درسی کتاب خریدنا میرے لئے مشکل ہو گئی۔ میں مولانا سردار علی صاحب کا رقعہ لے کر حضرت غزالی زماں رحمۃاللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور مولانا کا رقعہ پیش کر دیا۔ حضرت علامہ کاظمی صاحب رحمۃاللہ علیہ بہت شفقت کے ساتھ پیش آئے اور جب انہیں معلوم ہوا کہ مجھے اس کتاب کی تدریس کیلئے ضرورت ہے تو انہوں نے نہ صرف وہ کتاب عنایت فرمائی بلکہ تمہیداً اس کتاب کے بارے میں وہ باتیں بیان فرمائیں جو اس کتاب کی تدریس میں میرے لئے مدد و معاون ثابت ہوئیں اور صرف یہی نہیں بلکہ اپنی دعاؤں اور نیک خواہشات سے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ ان کے اس طرز عمل سے میں اس قدر متاثر ہوا کہ اکثر میری طبیعت خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر آپ کے ارشادات عالیہ سے فیض یاب ہونے کو چاہتی۔ بس جب بھی مجھے وقت ملتا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔[21]

متعلقین کی فراخ دلی سے حوصلہ افزائی

آپ کے شاگردوں میں سے اگر طالب یا فاضل کوئی اہم کام سرانجام دیتا یا کسی بھی معاملے میں سنگ میل عبور کرتا تو آپ ان کی خوب حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے۔ حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ مزید محنت کی تلقین فرماتے اور انہیں خوب دعاؤں سے نوازتے تھے۔

آپ کے نامور شاگرد علامہ سید محمد فاروق القادری صاحب لکھتے ہیں؛

> جب میں نے ایم اے (علوم اسلامیہ) کے امتحان میں پنجاب یونی ورسٹی میں پہلی پوزیشن حاصل کر کے گولڈ میڈل حاصل کیا تو آپ کی خدمت میں لاہور سے بذریعہ عریضہ اطلاع دی۔ آپ نے عنایت نامے میں لکھا مسرت بھرا خط آیا، آپ کی عظیم کامیابی پر تہ دل سے مبارک باد

پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالی آپ کو ہمیشہ آپ کے مدارج علمیہ وعملیہ میں ترقی عطا فرمائے اور دارین کی عظمتوں سے نوازے۔ آمین

---

[20] ماہنامہ السعید مارچ، ملتان، 1995 ص 117

[21] ماہنامہ السعید، ملتان، اپریل مئی جون 2020 ص 41

۔۔۔۔۔۔۔واپسی پر آپ ضرور آئیں بے حد خوشی ہوگی۔[22]

☆اصاغر کی پذیرائی فرمانے کے ساتھ ساتھ مزید تحقیق کی ترغیب دلاتے اور عوام کے ذہنی سطح کو بھی ملحوظ خاطر رکھنے کی تلقین فرماتے تھے۔اسی طرح آپ نے اگست 1985 کو ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی کو خط لکھا کہ صرف ترجمہ کے لیے آپ کو زحمت دینا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ترجمہ معتدبہ حد تک ہو جائے تو یہ بھی گزارش ہے کہ مختصر مقدمہ تحریر فرمادیں۔[23]

مریدین کو حقیقی کامیابی کی تلقین

آپ نے اپنے مریدین کو بنیادی تربیت اور نصیحت کرتے ہوئے فرمایا؛

میں امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی کے مسلک پر کاربند ہوں اور تمام وابستہ ہونے والوں کو بھی اسی سے منسلک رہنے کی تلقین کرتا ہوں۔آپ نے فرمایا جو اس سے باہر قدم رکھے گا وہ میرا مرید نہیں۔آپ اپنے اندر عاجزی اور انکساری کا مادہ پیدا کرو۔تکبر اور غرور سے بچو۔آپس میں محبت پیدا کرو۔یہ چیز ہمارے لیے باعث مسرت اور ہمارے بزرگان دین کا طریقہ ہے۔ہمیں چاہیے حقوق اللہ کا خیال رکھیں۔بندوں کے حقوق ادا کریں ورنہ ہمارے مقدر میں اندھیرا ہوگا۔آپ اپنے مقاصد و زندگی کو پاکیزہ رکھو۔اپنے کاروبار کو بھی۔کاروبار کو ملاوٹ سے پاک رکھو اگر ملاوٹ کی جو منافع حاصل ہوگا وہ حلال نہیں اور غلط طریقوں سے کمائی ہوئی روزی ہمارے لیے باعث عذاب ہے۔اپنے ذہن کو بے ایمانی سے پاک رکھو۔کاروبار میں سچ کے ساتھ منافع کماؤ۔اس طرح ہم اپنی نسبتوں کو برقرار رکھ سکتے ہیں ، نجات پاسکتے ہیں اور منزل مقصود پر پہنچ سکتے۔اگر
آپ سمجھتے ہیں کہ آپ نے واقعی میری بیعت کی ہے میرے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے تو میری ان نصیحتوں پر عمل کریں۔

اے سنیو۔۔! تم نے پاکستان بنایا تھا جس طرح پاکستان بننے سے پہلے متحد تھے اور پاکستان بن گیا اب بھی جانفشانی سے پاکستان کی حفاظت کرو۔اس عظیم ملک پاکستان میں ہم نظام مصطفی نافذ کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔جب بھی اسلام کے خلاف کوئی نظام آئے تو تم سینہ سپر ہو جاؤ اور کہنا کہ شریعت اور اسلام کے خلاف قانون ہم نہیں مانیں گے نہ نافذ ہونے دیں گے اپنے اندر اسلام اور ایمان کو پختہ کرلو کوئی طاقت تمہاری راہ میں حائل نہیں ہوسکتی اور تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

طلبہ کے لئے نصب العین کا تعین واہداف

نونہالان قوم چونکہ قوم کے معمار ہوتے ہیں لہذا ان کی تربیت پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے یہ پہلو بھی آپ کی نگاہ سے مخفی نہ رہا۔

حضرت غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ نے "اسلامی معاشرے میں طلبہ کا کردار" پر خطاب فرمایا اور طلبہ کو فرمایا گیا؛

"آپ کو معلوم ہے کہ طلباء کی شخصیت کیا ہوتی ہے، طلبہ کا مقام کیا ہے، میں گفت وشنید کو طلباء کی شخصیت قرار نہیں دیتا ، میرے نزدیک طلبہ کا وجود اس ذہن کا نام ہے جو علم کو طلب کرنے والا ذہن ہے۔علم ایک نور ہے اور نور جہاں آتا ہے ظلمت دور ہو جاتی ہے اور جہاں ظلمت دور نہ ہو تو سمجھ لو اس جگہ نور آیا ہی نہیں۔طلباء کا معیار طلباء کے وجود کی علامت اور راہ راست پر ہونے کیا کیا نشانی ہے وہ یہ ہے کہ جن طلباء کا ذہن صاف روشن ہے سمجھ لیجئے کہ وہ طلبہ ہیں، علم کے طالب ہیں، علم کی راہ پر چل رہے ہیں اور انہیں علم حاصل ہو رہا ہے جو طالب علم اپنے ذہن کے اندر کوئی روشنی نہیں پاتا وہ سمجھ لے کہ میں علم سے محروم ہوں۔علم ایسا نور ہے جو ذہن کو روشن کرتا ہے، جو دل کو روشن کرتا ہے، جو

---

[22] امام کاظمی، 111:3

[23] کاظمیات، 160:1

دماغ کو روشن کرتاہے۔ جو طلباء اس نور سے محروم ہیں ان کو ان امور کی طرف نظر کرنی چاہیے جو اس کی راہ میں مانع ہیں۔ علم کا نور ان کے ذہن میں آنے سے رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ طالب علم ان رکاوٹوں کو دور کرے اور ان راہوں کو صاف کرے جن سے ذہن اور دل کے اندر نور آتا ہے۔ مطلب یہ کہ طلباء وہ ہیں جن کا ذہن علم کے نور سے منور اور روشن ہے۔ جب علم کے نور سے ان کا ذہن منوّر و روشن ہو گا تو پھر ان کا عمل اور کردار بھی روشن ہو گا کیونکہ عمل کی عمارت ہمیشہ علم کی بنیاد پر قائم ہوا کرتی ہے۔ طلبہ کا معاشرے میں مقام یہ ہے کہ وہ اپنے ذہن کو روشن کر کے قوم کے ذہن کو روشن کریں پھر یہ روشنی قوم تک پہنچا کر قوم کے تاریک ذہن کو روشنی میں بدل دیں۔ یہ ہے طلباء کا معیار اور بنیادی کردار۔ اس کردار کو ادا کیے بغیر طالب علم کا نہ کوئی ابتدائی مقصد قرار پاتا ہے نہ کوئی انتہائی مقصد۔ روشنی جو تمہارے دماغ کو صاف کرے گی وہ مادی علوم سے حاصل نہیں ہو سکتی اس کا حاصل کرنا اسلامی علوم کے بغیر ناممکن ہے اگر آپ کو یہ نور حاصل کرنا ہے تو اسلامی علوم کی طرف توجہ دیں۔ میں آپ کو یہ بھی بتاؤں اسلامی علوم کیا ہیں۔ آپ شاید یہ سمجھیں کہ ہم آپ کو سائنس سے ہٹاتے ہیں دنیاوی علوم سے ہٹاتے ہیں لیکن خدا کی قسم کائنات کا کوئی علم ایسا نہیں جو غیر اسلامی ہو۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شاہراہ ہمارے لئے متعین کی ہے اس کے متعلق زبان رسالت نے ارشاد فرمایا

ترکتکم علی ملة بیضاء

لیلها و نهارها سواء

میں نے تمہارے لئے وہ شاہراہِ بنائی ہے کہ تم آنکھیں میچ کر کے گزر جاؤ اس کے لئے دن اور رات برابر ہیں مگر شرط یہ ہے کہ راستے سے نہ ہٹنے پاؤ اگر ہٹ گئے تو ادھر بھی ہلاکت کے گڑھے ہیں ادھر بھی ہلاکت کے گڑھے ہیں۔ اگر تم نے وہ راہ اختیار کیے رکھی اور راہ پر آنکھیں بند کر کے چلتے رہے تو کامیاب ہو گے لیکن اگر تم نے اس راہ کو چھوڑ دیا تو پھر خواہ تمہاری دس آنکھیں بھی ہو جائیں کچھ کام نہ کر پائیں گی کیونکہ وہاں تو ہلاکت کے گھڑوں کے سوا کچھ ہی نہیں۔ اگر راہ پر چلتے رہو تو یہ وہ راہ ہے اس کے اندر کوئی کانٹا نہیں مطلب یہ ہے کہ جس راہ پر ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا وہ شاہراہِ علم و عمل ہے اور یہ ہماری زندگی کا پہلا ستون ہے جو کہ بنیاد ہے اور عمل اس بنیاد کی تعمیر ہے۔

عزیز طلباء

تم قوم کا بہترین سرمایہ ہو۔ میری گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ تربیت کا ماحول پر بہت گہرا اثر ہوتا ہے اس سے مراد ہماری قوم کے ماں باپ ہیں جن کی گود میں پل کر یہ پروان چڑھتے ہیں۔ بچے جب طالب علمی کی راہ میں آئیں ان کا کردار پیارا ہو، ان کی تربیت اچھی ہو، ان کی آغوش اتنی پاک ہو تو یہ بچے قوم کی کایا پلٹ دیں۔ اگر تمہارا دماغ روشن نہ ہوا تو قوم کا دماغ بھی روشن نہ ہو گا۔ اگر تمہارا کردار غلط ہوا تو قوم کا کردار صحیح نہیں ہو سکتا۔ قوم کا مستقبل تمہارے ہاتھ میں ہے تمہارے دامن سے وابستہ ہے۔ تمہاری قوم کی فلاح، تمہاری قوم کی نجات، تمہاری قوم کے تمام ذہنی ارتقاء کا دارومدار تمہارے اپنے ذہنی ارتقاء پر ہے۔ قوم کے کردار کا مدار تمہارے اپنے کردار پر ہے۔ تمہارا کردار بلند اور روشن ہونا چاہیے۔ تم خوش کرداری سے اپنی قوم کی بہترین خدمت کر سکتے ہو جو کہ دوسرا گروہ یہ خدمت سرانجام نہیں دے سکتا۔ تم اپنے ملک و ملت کی فلاح کے لئے سب کچھ کر سکتے ہو۔ تمہارے سوا قوم کا کوئی نہیں ہے[24]

☆ جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کے جلسہ دستار فضیلت کے موقع پر ارشاد فرمایا "وہ تمام حضرات جن کی آج دستار بندی ہونی ہے میں ان کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ بزرگوں کے نقش قدم پر چلیں اور انہی بنیادوں پر دین متین کی خدمات سرانجام دیں۔ مین یقین سے کہتا ہوں اگر اولیاء کرام کی مرکزیت کو مضبوط کر دیا جائے تو دنیا سے بے عملی کا خاتمہ ہو جائے گا"۔[25]

☆ اسی طرح انجمن طلباء اسلام کے طلبہ کو فرمایا؛

---

[24] مجلہ انوار سعید، ص 61،62،63،64،71

[25] غلام فرید شکرانی، مرتب، خطبات کاظمی، (کاظمی پبلی کیشنز ملتان) 3: 244

"اے میرے عزیز طلباء راہ حق پر قدم بڑھاتے جاؤاور مشکلوں کو روندتے چلے جاؤ۔جب تک دل میں عشق مصطفی □ کاچراغ روشن ہے توان شاءاللہ کوئی مشکل تمہاری راہ میں حائل نہ ہوگی"۔[26]

احساس ذمہ داری اور کمال شفقت

غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ طلبہ کے وقت کے حوالے سے بہت حساس تھے آپ خداس کی قدر فرماتےاور دوسرے اساتذہ کو بھی اس کی تلقین کرتےاسی وجہ سے ان پر بہت شفقت فرماتے تھے۔اگر کبھی طبیعت شریف ٹھیک نہ ہوتی توطلبہ کوگھر پر بلا لیتےاورپڑھاتے مگر سبق کی چھٹی گوارا نہ فرماتے۔

" غزالیٔ زماں □ کے ایک شاگرد حافظ حبیب اللہ صاحب نابینا تھے۔ایک دفعہ حافظ حبیب اللہ صاحب کو کسی نے بتایا کہ آج غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ اپنے دولت خانے پر پڑھائیں گے۔غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ کے دردولت سے جامعہ تقریباً دو کلو میٹر کے فاصلے پر تھا۔انہوں نے رکشہ کیا اور گھر پہنچ گئے۔وہاں کسی نے کہہ دیا کہ جامعہ میں پڑھائیں گے یہ رکشہ میں بیٹھے جامعہ آگئے ، پھر پتا چلا کہ نہیں گھر پر ہی پڑھائیں گے۔یہ رکشہ میں بیٹھے پھر گھر پہنچ گئے۔یوں آنے جانے کی وجہ سے انہیں دیر ہوگئی اور دوسرے سبق یعنی ترمذی شریف میں شامل نہ ہوسکے۔درس کے بعد وہ غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سراپا شفقت میں حاضر ہوئے اور عرض کی : حضرت میں چونکہ نابینا ہوں مجھے آنے جانے میں تکلیف بھی ہوئی اور بارہ روپے بھی خرچ ہوئے آپ فرمادیا کریں کہ سبق کہاں ارشاد فرمائیں گے۔یہ سن کر غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ نے کمال شفقت فرمائی اور اپنی جیب سے دس دس روپے کے چار نوٹ نکال کر حافظ صاحب کو دیئے اور تکلیف پر معذرت بھی کی اور فرمانے لگے کہ یہ کرایہ میری طرف سے قبول کرلیں اور آئندہ جب بھی آپ آئیں کرایہ مجھ سے وصول کرلیا کریں۔ ان ہی حافظ صاحب کے کان میں ایک مرتبہ تکلیف ہوگئی تو غزالیٔ زماں رحمۃ اللہ علیہ نےان کو ایک سو روپے بغرض علاج عطا فرمائے۔"[27]

فکری و عملی تربیت کے ساتھ ساتھ کامیابی کے لئے دعاکااہتمام

1986 میں بہاولپور انجمن طلبہ اسلام کاصوبائی کنونشن منعقد ہوا جس میں آپ نے نوجوانوں کے نام ایک پیغام ارسال فرمایااور آپ کا یہ یادگار پیغام آپ کی بے پناہ محبتوں کامظہر ہے آپ نے فرمایامیں آپ کے اس حسین اجتماع کوخوش آمدید کہتاہوں اور کامیابی کی دعا کرتاہوں۔آپ کاماضی شاندار ہے اور آپ ابتداہی سے عظیم مقاصد کی تکمیل کے لیے کوشاں ہیں۔آپ نے فرمایاکہ آپ کی مساعی جمیلہ لائق تحسین ہیں اسلام کی تعلیمات کوطلبہ میں روشناس کرانے کے لیے آپ کی کوششیں کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ مزید اہداف کاتعین فرماتے ہوئے نصیحت کی اور فرمایاکہ اللہ تعالی پر توکل رکھو اور خلوص کے ساتھ اپنامبارک مشن جاری رکھو۔اپنی صفوں کو انتشار سے بچاتے رہیے۔اپناعزم بلند رکھیے،اپناسفر کامیابی سے جاری رکھیں۔اللہ تعالی آپ کو کامیابی عطافرمائے گا۔[28]

☆ اسی طرح اپنے وقت کے معروف شیخ طریقت اور مفسر قرآن آپ کے فاضل شاگرد فاتح عیسائیت حضرت مولاناابوالنصر پیر منظور احمد شاہ صاحب نے اپناادارہ قائم فرمایاتوآپ نے اس پر عوام کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایاجامعہ فریدیہ ساہیوال اہل سنت کاوقیع علمی اور عظیم

---

[26]خطبات کاظمی ،3: 304

[27]سماع خود از خطیب محمد عاشق سہرانی صاحب

[28]کاظمیات،192:1

ادارہ ہے جس کے بانی ہمارے مولانا صاحب ہیں۔اس سرچشمہ علم سے لاتعداد تشنگان علم سے سیراب ہورہے ہیں۔ فقیر کی نظر میں یہ دارالعلوم اہل سنت کا ایک مضبوط قلعہ ہے اللہ تعالیٰ اسے مزید کامیابی و ترقی اور استحکام عطا فرمائے۔[29]

بروقت اور بے لوث رہنمائی

☆ حضرت ڈاکٹر محمد صدیق خان قادری صاحب آپ کے مایہ ناز اہل قلم و عظیم دانشور شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں؛ ایک دفعہ میرا ریڈیو پاکستان پر پروگرام نشر ہونا تھا مجھے ایک مشکل درپیش ہوئی اس سے پیشتر کبھی ایسا نہ ہوا تھا میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اپنا اضطراب بیان کیا آپ نے فوراً ہی میری رہنمائی فرمائی اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کی خدمت میں وہ مسئلہ تھوڑے وقت میں حل ہو جاتا جس کے بارے میں میں ہفتوں سرگرداں رہتا تھا۔

غلطیوں کے اصلاح کا طریقہ کار

آپ کی اصلاح کا طریقہ کار نہایت ہی نرالا تھا۔ آپ ایسے انداز سے اصلاح فرماتے کہ غلطی کرنے والا اپنی غلطی کو محسوس کر لیتا اور سامعین کو اس کی خبر بھی نہ ہوتی تھی تاکہ شرکاء مجلس کے سامنے اسے کسی قسم کی ندامت بھی نہ ہو۔ کسی سے کوتاہی ہو جاتی تو آپ درگزر فرما دیتے حضرت کا یہ انداز اور مشفقانہ سلوک شاگرد یا سائل کی اصلاح کا سبب ہوتا۔

ایک دفعہ آپ سے آپ کے ایک شاگرد نے سوال کیا کہ استاد محترم یہ فرمائیے کہ کبھی سرکار علیہ السلام نے کسی کے لئے بددعا کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ استغفرُ اللہ استغفرُ اللہ اور ساتھ ہی آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔۔۔۔ ساتھ ہی سائل کی تشفی کے لئے فرمایا یہ صحیح ہے کہ سرکار علیہ السلام نے اپنے بعض دشمنوں کے لئے دعائے ضرر فرمائی لیکن آپ کی دعا کے ساتھ لفظ بد کا استعمال سوءادب ہے۔[30]

☆ ابوالخیر حضرت علامہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب سرپرست اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان، آپ اپنی ایک ملاقات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ سے میری ایک ملاقات میرے بچپن کے ساتھی اور ہم مکتب فاضل محترم ڈاکٹر حسن الدین ہاشمی حال مقیم امریکہ (آپ حضرت غزالی زماں کے قابل مخر تلامذہ میں ہیں) کے ساتھ دار العلوم حزب الاحناف داتا گنج بخش روڈ لاہور میں ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں

"آپ کے قریب بیٹھنے اور ہم کلام ہونے کا یہ پہلا موقع تھا۔ حضرت ہاشمی صاحب نے کسی استفسار پر گفتگو کی تو بحث شروع ہو گئی۔ حضرت غزالی زماں کی شفقت دیکھ کر میں نے بھی کچھ طالبعلمانہ باتیں کی اور اپنی بعض مشکلات کا حل چاہا۔ زیادہ گفتگو "شفاعت کبریٰ" اور "عقائد کا اثبات اخبار احاد سے کیسے ہوتا ہے" اس مسئلہ پر ہوئی۔

اس علمی مسئلہ پر بحث و مباحثہ کے دوران میرے دل میں آپ کی عظمت مزید بڑھی۔ وجہ یہ تھی کہ آپ کا انداز تخاطب بڑا پیارا تھا۔ آپ کا انداز ایسا تھا کہ کسی مشکل سوال یا بھونڈے انداز سے پیش کیے گئے اعتراض کو نہ تو آپ نے ٹالا نہ ہی برا منایا بلکہ تسلی بخش جواب دیا۔ آپ رحمہ اللہ کی جودت طبع چاہتی تھی کہ مزید کوئی سخت اشکال ہے تو وہ سامنے لایا جائے۔ اسی مجلس میں تحریک نجدیت پر کلام کا سلسلہ چل نکلا تو میں نے فتاوی شامی کی عبارت پڑھی جو کسی استاد سے سنے بغیر خود دیکھ کر یاد کر لی تھی۔ اس عبارت میں جمع کے صیغے کو مصدر کے وزن پر پڑھا۔ آپ نے نہ تو

---

[29] کاظمیات، 260:1

[30] مجلہ انوار سعید، ص 41

ٹوکا بلکہ اس عبارت کی وضاحت کرنے کے بہانے ایسے حسین لہجے میں اس عبارت کو دہرایا کہ میری خفت بھی نہ ہو اور اصلاح بھی ہو جائے۔ جب کبھی وہ عبارت میرے ذہن میں آتی ہے تو حضرت علیہ الرحمہ کا حسین اصلاحی انداز اور احسان یاد آتا ہے"

غریب و نادار کی کفالت کی اعلیٰ مثال

ڈاکٹر خالد حمید خواجہ لکھتے ہیں حضرت غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ بہاولپور یونیورسٹی قیام کے دوران آپ نے کئی بچوں کی تربیت کو اپنے ذمہ لی ہوئی تھی انہیں اپنے بچوں کی طرح رکھا دینی اور دنیوی تعلیم سے بہرور کرایا۔[31]

فوری مدد و نصرت

علامہ صاحبزادہ محمد عبدالحق ہاشمی کشمیری (حال مقیم لندن) فرماتے ہیں؛

ایک بار غزالی زماں لاہور تشریف لائے۔ میں ان دنوں پنجاب یونی ورسٹی میں ایم اے کا نیا نیا طالب علم تھا۔ جب میں ان سے ملا تو بہت خوش ہوئے۔ آپ از راہ شفقت اور نوازش ہم طلبہ کو ''مولانا'' کہہ کر ہم کلام ہوتے آپ نے فرمایا مولانا ہماری یہاں کسی مدد کی ضرورت ہے ؟'' میں نے عرض کی حضور کی تو مجھ پر ہمیشہ عنایات رہیں۔ اس وقت بھی رہائش کا مسئلہ درپیش ہے جو حل طلب ہے۔ آپ نے وہیں بیٹھے بیٹھے سید ابوالبرکات اور سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ کے نام مشترکہ مکتوب تحریر فرمایا۔ آپ نے مکتوب میں میرا نام لکھ کر تحریر فرمایا: ''یہ میرے بہت ہی عزیز شاگرد اور متصلب سنی ہیں ان کو رہائش کی سہولت دے کر فقیر کو ممنون فرمائیں۔''[32]

متعلقین کے نجی مسائل تک کے بارے میں فکر مند رہنا اور انہیں حوصلہ دینا

حضرت غزالئ زماں اپنے ملنے والوں کو خوشیاں دیتے۔ اور ان کے غموں کو اپنا غم سمجھ کر ان سے حصہ بٹاتے۔ آپ کے متعلقین آپ کو اپنے رشتہ داروں سے بھی زیادہ قریب محسوس کرتے تھے۔

حضرت علامہ سید محمد فاروق القادری فرماتے ہیں ؛

ایک مرتبہ بھرچونڈی شریف میں خاندانی تنازعے کے باعث ایک معاملہ شدت اختیار کر گیا۔ اور قتل و غارت ، پکڑ دھکڑ کا سلسلہ شروع ہوا۔ میں اس میں قریبی ہونے کی وجہ سے متاثر ہوا اور میرے ہاں پولیس کے چھاپے اور دھمکیوں کی بھرمار ہونے لگی۔ میں سخت پریشان اور مضطرب و بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا تھا۔ ایک دن صبح سویرے گڑھی اختیار خان بس میں سوار ہونے کے لئے خانپور روانہ ہوا۔ بس سے اترا تو میں نے دیکھا حضرت والا غزالی زماں رحمہ اللہ کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ پچیس تیس آدمی آپ کے گرد کھڑے ہیں۔ اس دور میں آمدورفت انتہائی محدود ہوا کرتی تھی دراصل آپ کوٹ مٹھن شریف کسی جلسے میں جانے کے لئے بس کا انتظار فرما رہے تھے۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ قدم بوسی کے لئے آگے بڑھا تو آپ نے کرم فرماتے ہوئے مجھے کھڑے ہو کر گلے سے لگایا اور مربی ، غم خوار، غائبانہ دعائیں کرنے اور اپنے لئے فکر مند شخصیت کو اچانک سامنے پا کر میری آنکھوں سے آنسو نکل گئے۔ آپ نے میری کیفیت کو بھانپ لیا اور مجھے دور جا کر تسلی اور تشفی دی اور فرمایا میں تمہارے لیے بڑا فکر مند ہوں۔ اللہ تعالی تمہارا حامی و ناصر ہو۔ پھر ایک وظیفہ عطا فرمایا اور فرمایا اس کا ورد جاری رکھو۔ مجھے فرمایا کہ میرے ساتھ کوٹ مٹھن شریف چلو شام تک واپس آجائیں۔ جب ہم واپس خان پور پہنچے تو میرا دل بھی بے یقینی و مایوسی کے بجائے اطمینان ، سکون اور

---

[31] مجلہ انوار سعید، ص 42

[32] امام کاظمی، 77:2

زندگی کی حرارت سے مالا مال ہو چکا تھا اور بحمدللہ میں ہر طرح سے محفوظ و مامون رہا۔[33]

پدرانہ شفقتوں سے نوازنا

آپ اپنے غریب مریدین اور شاگردوں کو ان کے والدین سے بڑھ کر شفقتوں سے نوازتے تھے۔

اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنے عزیز شاگرد حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب (بہاولپور) کو ایک خط لکھا اور فرمایا کہ "میرے پاس ایک بزرگ آئے ہیں اپنی بیٹی کے رشتہ کے سلسلے میں۔ چشتی مجاز حضرات میں سے ہیں، بہت بڑے کاروبار کے مالک ہیں اور زمیندار بھی ہیں۔ ان کی بیٹی پاکیزہ صالحہ اور تعلیم یافتہ ہے۔ میں نے اس بیٹی کا رشتہ آپ کے لئے طلب فرمایا ہے۔ بزرگوں نے بطیب خاطر قبول فرماتے ہوئے فرمایا اور کہا ہے کہ آپ مولانا کو میرے پاس بھیج دیں لہذا جس طرح ممکن ہو اس پتہ پر پہنچو۔ جب بھی جانے کا خیال ہو تو مجھے اطلاع کئے بغیر نہ جانا اور جب وہاں پہنچ جاؤں گے تو وہاں جو کوئی بھی ملے کہنا میں اللہ وسایا ہوں کاظمی صاحب کا بھیجا ہوا کھاریاں سے آیا ہوں"۔[34]

☆مولانا محمد غلام رسول نوری فرماتے ہیں ؛

> "جب میں دورہ حدیث سے شعبان المعظم میں فارغ ہوا تو حضرت سے واپس جانے کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا: "مولانا! آپ نے واپس نہیں جانا کیونکہ ہم نے آپ کو مدرسہ انوارالعلوم کا مدرس مقرر کر دیا ہے۔ تو بندہ نے عرصہ بارہ سال غزالی زماں کی شفقتوں اور محبتوں کا ذخیرہ حاصل کیا۔ حضرت نے اپنے ایک عقیدت مند جو کہ ملتان کے قریشی ہاشمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی بیٹی سے خود میرا رشتہ طے کیا اور شادی کرائی۔ ہمیشہ ماں باپ سے زیادہ شفقتوں اور مہربانیوں سے نوازا۔"[35]

طلباء کو ہر ممکن سہولیات مہیا کرنا اولین ترجیح

آپ طلباء کو سہولیات مہیا کرنے کے لیے اپنی جیب سے بھی طلباء کو خرچہ دیا کرتے تھے اور بعض اوقات خطوط کے ذریعے اور اخباری اشتہارات کے ذریعے بھی لوگوں کو اس طرف متوجہ کرتے تھے۔

ایک دفعہ اخبار میں اشتہار دیا اور فرمایا کہ اہل ثروت حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ تدریس کے علاوہ تبلیغ اسلام کا فریضہ بھی جامعہ انوارالعلوم ملتان سرانجام دے رہا ہے طلباء کو مطبخ جامعہ سے دو وقت کا کھانا دیا جاتا ہے۔ طلباء کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے کھانے کے علاوہ مدرسہ کی طرف سے کتابیں، چارپائی، لحاف، ماہانہ وظیفہ اور حسب استطاعت لباس اور دیگر ضروریات زندگی کا بھی انتظام کیا جاتا ہے مخیر حضرات زیادہ سے زیادہ حصہ لیں اور تعاون فرمائیں۔ اس وقت طلباء کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے کتابوں کی زیادہ ضرورت ہے۔ مطبخ کا خرچہ بھی بہت ہے اس لیے خاص طور پر توجہ دیگر مصارف وچرم قربانی زکوۃ خیرات سے بالخصوص امداد واعانت کی اشد ضرورت ہے امید ہے کہ اہل ثروت حضرات واحباب اہل سنت ہماری اس مخلصانہ اپیل پر توجہ فرمائیں گے۔[36]

---

[33] ماہنامہ السعید ملتان، مارچ 1995ص 41

[34] ماہنامہ السعید ملتان، نومبر 2006ص 72

[35] امام کاظمی 412:2

[36] کاظمیات، 254:1

بحیثیت مربی و مرشد متعلقین کی خبر گیری و دل جوئی

آپ اپنے مریدین کی مسلسل خبر بھی رکھتے تھے۔ آپ کا کوئی مرید اپنے معاملات حل کے لئے کسی شخصی شفارش یا کوئی رقعہ لکھ دینے کی درخواست کرتا تو آپ اس کے معاملات کے حل تک فکر مند رہتے اور متعلقہ شخص سے بارہا خود رابطہ فرما کر مسئلہ کے حل حکم ارشاد فرماتے تھے۔ ان کے دکھ درد میں ترجیحی بنیاد پر شریک ہوتے اور ان کی تسلی و تشفی کا ساماں فرماتے۔ جس کا اندازہ اگی سطور سے لگایا جاسکتا ہے۔

☆ آپ نے اپنے دو شاگردوں کو ایک خط لکھتے ہوئے فرمایا جن میں حضرت مولانا محمد اقبال اظہری اور مولانا حافظ محمد فاروق چشتی صاحب شامل تھے آپ نے فرمایا کہ حامل خط مولانا عبدالستار اپنے پیر بھائی ہیں از راہ کرم آپ انہیں ضرور وقت دیں۔[37]

☆ ایک مرتبہ برادر طریقت جناب زاہد صاحب کے والد کی عیادت کے لیے ایک خط لکھا جس میں آپ نے جناب زاہد کو کہا کہ آپ کا خط ملا۔ آپ کے والد کی اچانک علالت کا سن کر سخت تشویش لاحق ہوئی اللہ تعالی انہیں جلد شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور علاج بتاتے ہوئے فرمایا کہ سورہ کوثر پڑھا کریں۔ آپ خود اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا کریں مایوس نہ ہوں رب آپ کا حامی و ناصر ہو۔[38]

ارباب فہم و ذکاء پر اعتماد اور انہیں دینی معاملات میں خوب احتیاط کی تلقین

آپ اپنے خطوط میں اپنے شاگردوں کو دینی معاملات میں احتیاط اور خوب ذمہ داری کو ملحوظ خاطر رکھنے کی تلقین کرتے جیسا کہ آپ نے اپنے شاگرد عزیز حضرت مولانا مفتی غلام مصطفی رضوی (جامعہ ہذا کی موجودہ مدرس و رئیس دار الافتاء) کو فرمایا کہ تین مختلف فتوے ہیں۔ آپ حضرت مولانا احمد سدیدی صاحب کو بلالیں، مولانا مشتاق احمد صاحب اور مولانا عبدالحکیم صاحب سب مل کر روایات فقہیہ پر غور کریں اور اپنے اس غور و خوض کا نتیجہ مرتب کر کے مجھے دکھائیں۔ یہ بات بہت ضروری ہے اور یہ کام تاخیر طلب نہیں ہے۔ حضرت مولانا مفتی غلام مصطفی رضوی صاحب کو لکھے گئے خط سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اپنے اہل قلم تلامذہ کو تحقیق کے اصول بتلا کر ممکنہ دینی انتشار اور عوام کو علماء پر بے اعتمادی سے بچانے کا کس قدر اقدام واہتمام فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا یہ خط اپنے اجلہ فضلاء کرام پر مکمل اعتماد کا عکاس بھی ہے۔

فکری و ذہنی انتشار کا سبب بننے والے امور کی طرف بروقت توجہ

حضرت غزالئی زماں رحمۃ اللہ علیہ فکری و ذہنی انتشار کا سبب بننے والے امور کے بارے میں انتہائی حساس تھے اور اس کی روک تھام کے لئے متفکر ہوتے تھے۔

اس کا اندازہ حضرت مولانا محمد عمر چشتی آف گولڑہ شریف کی اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے بزرگ حضرت علامہ فیض احمد چشتی آف گولڑہ شریف کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب نے انہیں حکم فرمایا کہ آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی فضیلت میں ایک بیان لکھو، میں بھی لکھوں گا اور حضرت مفتی محمد حسین نعیمی کو بھی کہہ دوں گا وہ بھی لکھیں۔ چنانچہ ہم

---

[37] کاظمیات، 142:1

[38] کاظمیات، 143:1

تینوں نے مضامین لکھے تھے۔ حضرت علامہ قبلہ کاظمی شاہ صاحب نے اس موضوع پر لکھنے کی ضرورت یہ ذکر فرمائی کہ بعض سنی حضرات حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کو وہابی کہتے ہیں۔ان کے اس کہنے سے وہابی لوگوں کو فائدہ ہو رہا ہے کہ سمجھنے والے یہ کہیں گے کہ اگر وہ وہابی ہیں تو وہابی حق پر ہیں۔[39]

نصاب سازی میں آپ کی خدمات

کسی بھی یونیورسٹی یا تعلیمی ادارے میں نصاب ایک ایسا علمی منصوبہ ہوتا ہے جو کہ ہے نئی نسل کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔اسی سلسلہ میں حضرت ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی خواہش پر آپ نے مختصر کتاب مجموعہ احادیث مرتب فرمائی جو ابتدائی کلاس کے نصاب میں شامل کی گئی بعد ازاں اس کا اردو ترجمہ وارث علوم غزالیٔ زماں حضرت علامہ سید ارشد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ نے کیا جو کہ پہلے بزم سعید اور پھر کاظمی پبلی کیشنز جامعہ انوار العلوم ملتان کے تحت شائع ہوا۔[40]

☆ صدر ایوب خاں کے دور حکومت میں حضرت قبلہ کاظمی صاحب حکومت کی مقرر کردہ تعلیم کمیٹی کے ممبر تھے۔جب اسی سلسلہ میں کراچی تشریف فرما ہوتے تو حضرت دن کو میٹنگ میں تشریف لے جاتے اور رات کو تقاریر فرمایا کرتے تھے۔

☆ اسی طرح آپ اسلامی یونیورسٹی بہاولپور کی نصابی کمیٹی کے ممبر تھے جس کی تفصیلات آپ کی ذاتی فائلوں میں موجود ہے اور آپ وہ عظیم ہستی ہیں جن کی کوششوں کی وجہ سے ہی تنظیم المدارس کا قیام عمل میں آیا۔اہم بات یہ کہ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کا پہلا نصاب بھی آپ کی نگرانی میں مرتب ہوا۔مئی 1960 اور جولائی 1960 سے ملحقہ مدارس و جامعات میں اس کا باقاعدہ و عملی نفاذ ہوا۔9 جنوری 1974 میں اس کی نشاۃ ثانیہ بھی آپ کی زیر سرپرستی ہوئی۔خود ہی پیپر تیار کرنا اور مدارس تک پہنچانا، نتائج کی تیاری اور اسناد کا اجراء اور بقیہ ذمہ داریوں کو آپ نے بحسن وخوبی سرانجام دیا۔

رجال سازی اور خطبہ استقبالیہ (کل پاکستان سنی کانفرنس 1978ء)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو بصیرت اور ملک وملت کی رہنمائی کا جذبہ عطا فرمایا تھا اور آپ جس انداز پر لوگوں کی تربیت فرماتے تھے اس کی ایک ادنیٰ جھلک اس خطبہ استقبالیہ میں نظر آتی ہے۔بظاہر تو یہ ایک خطبہ ہے لیکن سرکار علیہ السلام کے خطبہ حجتہ الوداع کی روشنی میں دور حاضر کا بہترین اسلامی چارٹر ہے۔جس میں آپ نے ملت کے تمام افراد کی ذمہ داریوں کا تعین کیا وہاں ان کا طریقہ کار بھی تجویز فرمایا۔ جس کا اندازہ خطبہ کے عنوانات سے لگایا جاسکتا ہے اور خطبہ کے آخر میں عہد واثق کے نام خلاصہ بیان فرماتے ہوئے اپنے آپ کو بھی اس عہد کی پاسداری شامل ہوئے۔

"علماء اہل سنت کی خدمت میں مخلصانہ گذارش ہے کہ وہ علماء سلف کی سیرت کو سامنے رکھیں کہ کس طرح علماء سابقین نے شہرت اور مال و منال کی طمع سے بالاتر ہو کر علوم دینیہ کی خدمت انجام دی۔تاہم ضروری ہے کہ ہر عالم دین اپنے دل میں خوف اور خشیت الٰہیہ پیدا کرے۔ذاتی اور دنیاوی مفادات سے بے نیاز ہو کر تعلیم دین کے فرائض سرانجام دے۔حسد اور باہمی منافرت علماء کے طبقہ میں پائی

---

[39] امام کاظمی، 191:4

[40] امام کاظمی، 72:1

جاتی ہے جس کا بنیادی سبب انانیت ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اولیاء کرام کے مشن کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی انا کو فنا کر کے آپس میں محبت و اخلاص کا جذبہ پیدا کریں۔"

"حضرات مشائخ کرام اولیائے کرام نے مال و دولت اور دنیاوی عزت سے بے نیاز ہو کر علم و معرفت، تقوی و طہارت، عبادت و ریاضت، روحانیت اور خدمت خلق کو اپنایا۔ اسی طرح سجادگان کرام مال و دولت اور دنیوی عزت کو اپنے عظیم منصب کا بنیادی نقطہ نہ سمجھیں۔ اپنے اسلاف کو دیکھیں اور انہیں کے نقش قدم پر چلیں۔"

"قدیم و جدید ماہرین تعلیم اور دانشوران اہل سنت آپ کی خدمت میں اپیل ہے کہ آپ کا اہم فریضہ یہ ہے کہ وہ نصاب تعلیم میں اسلامی روح بیدار کریں۔ علوم جدیدہ کو اسلامی علوم قدیمہ سے ہم آہنگ کرنے کی بھرپور کوشش کریں اور اپنے علم بصیرت کام میں لائیں۔"

"اہل ثروت تاجروں زمینداروں امیروں اور تمام مخیر اہل سنت حضرات کا فرض ہے کہ وہ تمام تعمیری کاموں میں مخلصانہ طور پر بھرپور مالی تعاون فرمائیں۔"

"اسلام نے انسانی معاشرہ میں عورت کو بلند مقام عطا فرمایا اور نسل انسانی کی فلاح و بہبود کی ضامن عورت ہے۔ اس لیے خواتین اہل سنت اور بنات اسلام کے لئے یہ پیغام ہے کہ وہ ازواج مطہرات، اہل بیت اطہار اور خیر القرون میں خواتین اسلام نے اسلام کی خاطر بے مثال خدمات انجام دیں وہ اپنی سابقہ روایات کو زندہ کریں۔"

"اس موقع پر طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں آپ پوری قوم کا متاع عزیز ہیں۔ آپ کے لئے میرا پیغام ہے کہ آپ بے سود ہنگامہ آرائی سے بچیں اور تعلیم کی طرف پوری طرح متوجہ ہوں۔ علم و عمل کے میدان میں زبان سے زیادہ قلم میں زور پیدا کریں۔"

"راہنمایان اہل سنت کی خدمت میں گذارش کرتے ہوئے فرمایا کہ اب تک آپ کو سواد اعظم کا مکمل اعتماد حاصل ہے اور آپ نے بھی اہل سنت کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائی لیکن اب عرض یہ ہے کہ جو سنی دیانت و اخلاص کے ساتھ کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو آپ اسے اعتماد میں لیں اور مستقبل میں پیش آنے والے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے پوری قوت اور ہمت کے ساتھ اہلسنت کی رہنمائی فرمائیں۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ آپ کی معمولی سی لغزش پوری جماعت کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ آپ اپنی ذمہ داریوں کی اہمیت کے احساس سے کسی وقت بھی غافل نہ ہوں۔ پاکستان آپ نے ہی بنایا اور اس کی حفاظت کا احساس بھی آپ ہی کو سب سے زیادہ ہو سکتا ہے ہے حکومت کے اچھے کاموں میں تعاون کیجئے اور غلط رویے پر گرفت کرنے میں دریغ نہ فرمائیں۔"

"ارباب اقتدار کی خدمت میں عرض ہے کہ ایک دار آنے جانے والی چیز ہے اس کے نشے میں سرشار ہو کر کوئی اسلام ایسا فیصلہ نہ کریں جو اسلامی اساس کے خلاف اور انصاف کے تقاضوں کو پورا نہ کرے۔ اگر ایسا کوئی فیصلہ کیا تو اس کے نتائج کی ذمہ داری بھی آپ پر ہو گی۔"

"عہد واثق کریں: آپ نے فرمایا کہ آپ سب اقامت صلوۃ اور ادائے زکوۃ کا نظام اپنے اوپر لاگو کریں۔ نماز پڑھنے اور صحیح طور پر زکوۃ ادا کرنے کا عہد کریں۔ حسن اخلاق کو اپنائیں۔ مسلک اور ملک و ملت کی فلاح کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ خود بھی برائی سے

بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں۔خود بھی نیکی کریں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں۔ میں خود بھی آپ کے ساتھ اس عہد میں شریک ہوں۔"

"علماء کرام کااولین فرض یہ ہے کہ وہ دین کی وسعتوں کواپنے سامنے لائیں۔مقصد تخلیق انسانی سے اذہان کو آشنا کرتے ہوئے اپنے دل میں یہ احساس پیدا کریں کہ یہ دین چند مخصوص طرق عبادات میں منحصر نہیں بلکہ انسان کی تمام زندگی ،اس کے تمام حالات اور کل معاملات معاملات میں دین کا دخل ہے۔کتاب وسنت کی تعلیمات کو پوری طرح پیش نظر رکھیں۔دنیا کے حالات سے باخبر رہیں، معاشرے کی خرابیوں اوران کے اسباب وعلل کا گہری نظرسے جائزہ لیں۔اسلامی معاشرے کواس کے اصلی خدوخال سے نمایاں کریں۔اپنے طرز تعلیم اور انداز تحریر وتقریر کوبدل دیں۔ عصبیت اور تنگ نظری کو بالائے طاق رکھتے ہوئے فراخدلی اور اسلامی رواداری سے معاشرے کی اصلاح کریں۔اس کے علاوہ کئی بڑی بڑی کانفرنسسز میں آپ کے صدارتی خطبات آپ کی اس فکر و نظر کے عکاس ہیں۔"[41]

خلاصہ کلام

یہ ہے کہ غزالئ زماں نے اپنے طلباء کرام، عقید مندوں، معتقدین و متوسلین اور ہر وہ شخص جو آپ سے تعلق رکھتا ہوا گراس میں کوئی خوبی پائی جاتی تو اس پر خوش ہوتے اوراس کو مزید نکھارنے اوراس کو گوہر نایاب بنانے میں اپنا کردار ادا فرماتے۔چاہے وہ کسی بھی فن سے متعلقہ شخص ہوتا۔آپ کے شاگردوں میں مفسر، محدث، علماء، سیاست دان، قاضی اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد ملت شامل ہیں جن میں نامور مفسر علامہ سید سعادت علی قادری ، محدث عصر علامہ مشتاق احمد چشتی ،شارح بخاری و مسلم علامہ غلام رسول سعیدی، جسٹس شجاعت علی قادری، سابق ایم پی اے علامہ محمد حسن حقانی، خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی، شیخ الفقہ مفتی غلام مصطفی رضوی سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل ، امام الصرف والنحو مولانا عبدالحکیم چشتی، پروفیسر حافظ اللہ یار فریدی، حضرت علامہ سید ارشد سعید کاظمی شیخ الحدیث جامعہ انوارالعلوم ملتان ، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمن سابق وائس چانسلر انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن وغیرہ شامل ہیں۔

[41] مقالات کاظمی، 265:4